رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۳

THE AKHBAR ALHAKAM

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار

الحکم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

قیمت جو ہر حالت میں پیشگی لی جائے گی
والیان ریاست اور امراء سے ۵ے
معاونین الحکم سے ۵ے
عوام سے ۴ے
سرپرستان الحکم سے عـہ

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۷-۱۴-۲۱-۲۸-کو شائع ہوتا ہے +

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی × دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی × ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

جلد ۲۵ | مؤرخہ ۷ فروری سنہ ۱۹۲۳ء یوم سہ شنبہ | نمبر ۶

سلکِ گوہر

میرے مکرم و مخدوم خان صاحب محمد ذوالفقار علی خان صاحب گوہر رامپوری ناظر امور عامہ ایک شیریں بیان اور ممتاز شاعر ہیں آپ کا کلام ایک زمانہ تک ادبی رسالوں کا مایۂ ناز رہا ہے لیکن احمدیت نے آپ کے کلام میں وہ رنگ پیدا کردیا جو حقیقی شاعروں کے کلام میں ہوتا ہے یعنی تخیل نہیں رہا بلکہ وہ حقیقت ذوق اور جوش صادق سے تبدیل ہو گیا اب آپ شعر نہیں کہتے جب تک طبیعت میں خاص ذوق اور درد اور تڑپ پیدا نہ ہو۔ الحکم کے ساتھ انہیں دیرینہ محبت ہے

اور الحکم بھی انہیں پرانے مجنونوں (میرے سید و مولیٰ کی عاشقانِ صادق) کے کلام سے خود لطف اٹھانے اور دوسروں کو گرمانے کا عادی ہے اسکو انکی ہی ادائیں پسند آتی ہیں۔ اس دربار قدیم کی زینتوں میں سے اکمل و ثاقب۔ گوہر و مختار و صادق رفقاہم و انور و موج وغیرہم باقی ہیں اللہ تعالیٰ انہیں تادیر زندہ رکھے۔ آمین

پس الحکم خصوصیت سے ان کے ہی کلام سے لذت آشنا رہیگا۔ اس سے میرا مقصد سلسلہ کے نئے شاعروں کے کلام کے درجہ کو کم نہیں کرنا ہاں وہ السابقون الاولون کے موافق ان کو صف اولیٰ میں جگہ دیتا ہے۔ غرض گوہر نے درمعانی کی ایک سلک الحکم کو بھیجی ہے جو نذر ناظرین ہو۔ لطف اٹھائیں اور گوہر کے لئے دعا کریں۔ ایڈیٹر

مسلمانوں سے خطاب

(۱)

آنکھ کھولو اے مسلمانو ذرا ہشیار ہو
دوستو یہ وقت سونے کا نہیں بیدار ہو
آرہی ہیں غافلوں کے سر پہ کیا کیا آفتیں
بادۂ غفلت میں پھر تم کس لئے سرشار ہو
آسماں سے جنگ کرکے کیا زمیں گی گت ہوئی
آسماں والوں سے تم کیوں برسرِ پیکار ہو
تم نشانہائے سماوی دیکھ کر ڈرتے نہیں
کیا یہی اسلام ہے؟ تم جس کے دعویدار ہو
کیا یہی تقویٰ ہے؟ دنیا ہو مقدم دین پر
ہاتھ میں تسبیح ہو اور دوش پر زنار ہو
ہوں نمازیں بھی تو سوز و صدق سے محروم ہوں
اور روزہ ہو تو گویا حیلۂ پیکار ہو
ہو زکوٰۃ و صدقہ و خیرات کا یہ رنگ ڈھنگ
یا نہ دی جائے۔ کبھی دیجائے تو بیگار ہو
حج بیت اللہ کی امید ایسوں سے کہاں
مسجدوں میں جنکو آنا بھی بہت دشوار ہو
تم اوامر اور نواہی سے ہو اکثر بے خبر
جنکو ہے کچھ علم حیف انکو عمل سے عار ہو
ترک احکام شریعت نے تمھیں مردہ کیا
عاقبت کا ذکر کیا دنیا ہی میں تم خوار ہو

ہو گئے مبہوت تم یورپ کی ثروت دیکھکر
انکی دولت دیکھکر انکی وجاہت دیکھکر (۲)
دین کھویا تم نے دنیا کی محبت کی پسند
عزتِ اسلام کھو کر اپنی عزت کی پسند
تم نہ سمجھے دولت کونین کا راز نہاں
تم نے نادانی سے اس دنیا کی دولت کی پسند
تم خدا کے دین کی ترویج سے غافل ہوئے
اپنی شہرت اپنی عزت کی اشاعت کی پسند
حیف قرآں کی اطاعت سے ہوئے تم مجتنب
نفس امارہ کی نادانو اطاعت کی پسند
چھوڑ دی افسوس اسلامی شریعت چھوڑ دی
فتنہ انگیز اہل یورپ کی سیاست کی پسند
کیا کیا یہ تم نے مامور خدا کو چھوڑ کر
اک مصور اور مطرب کی خلافت کی پسند
عزت باطل کی خاطر عزت حق چھوڑ دی
حق یہ ہے اپنے لئے خود تم نے ذلت کی پسند
دیکھلو کیا ہو رہا ہے دیکھو گے کیا ہوا
تم کو چکھنا ہے بہت کچھ اپنی ذلت کا مزا

انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان میں شیخ یعقوب علی عرفانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کر شائع کیا

احمدی خواتین کی مرکزی انجمن قائم ہو گئی ہے

ہر جگہ احمدی خواتین کی انجمنوں کا قیام لازمی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی یہ دلی خواہش ہے

دنیا کی نسلی ترقی میں جسطرح عورت کا وجود لازمی ہے اسی طرح دنیا کی عملی اصلاح میں عورت کی مدد کی بیحد ضرورت ہے۔ جن قوموں نے اس اصل کو سمجھ لیا ہے اُن میں زندگی کی ایک نئی اور تازہ روح پیدا ہو گئی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے اس ضرورت کا احساس اپنی **خلافت** کے دن ہی سے کیا تھا بلکہ اس سے بھی پہلے وہ یہ **احساس** رکھتے تھے **الفضل** جب جاری کیا گیا تھا تو اس میں مستقل طور پر **عورتوں** کی ہدایت و اصلاح کے لئے مضامین لکھے جاتے تھے۔ خلیفہ ہونے کے بعد آپ نے مختلف پیرایوں میں اس **اہم ضرورت** کی طرف توجہ دلائی۔ اور عورتوں میں **درس قرآن** کے ذریعہ اور سالانہ جلسوں پر الگ **تقریروں** کے ذریعہ یہ **روح** پیدا کرنے میں کمی نہیں کی۔

آپ کی یہ دیرینہ خواہش تھی کہ احمدی خواتین کی ایک مستقل انجمن ہو اور احمدی خواتین میں **اصلاح و نشر ہدایت** کا کام ایک باقاعدہ **نظام** کی صورت اختیار کرے۔

مجکو بے خوف تردید اور بلا خوف لومۃ لائم یہ کہدینا چاہئیے کہ ہمنے اس ضرورت کا احساس جیسا چاہئیے نہیں کیا

ضرورت اس امر کی ہے کہ حضرت کی کوئی خواہش اور **مقصد** ہمیں معلوم ہو اور ہم اس کے لئے ہمہ تن متوجہ ہو جائیں اور اُسے **عملی صورت** دیدیں مگر ہم منتظر رہتے ہیں کہ باضابطہ کوئی تحریری ارشاد نافذ ہو اور ہم قدم اُٹھائیں۔ ممکن ہے **ضابطہ** اور **آئین** کے لحاظ سے یہ ضروری ہو لیکن ہم جو کل دنیا میں **پیغام ہدایت کے نشر و اشاعت کے ذمہ وار** ہیں اگر اس قسم کی جزوی باتوں میں پھنسے رہیں گے تو منزل مقصود قریب ہونے کے بجائے دور ہوتا جاوے گا۔ اسلئے **نظارتوں** کے صیغوں کا یہ فرض ہے کہ وہ حضرت کی ان تجاویز اور **اغراض** کو جو عام **تقریروں** کے ضمن میں یا دوسرے ذرائع سے بیان کی جاتی ہیں **عملی صورت** دینے کے لئے ہر وقت آمادہ رہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے **مستورات** کی انجمن کیلئے مختلف موقعوں پر اظہار فرمایا ہے۔ ایک مرتبہ **ولایتی تبلیغ** کا کام عورتوں کے چندہ پر موقوف رکھنے کا ارادہ ظاہر فرمایا اس سے آپ کی **غرض و غایت** یہی تھی کہ باقاعدہ احمدیہ خواتین کی انجمن بن جاوے۔ اس موقعہ پر کچھ تحریک ہوئی بھی لیکن اس نے کوئی **عملی صورت** اختیار نہ کی۔ اب حضرت **خلیفۃ المسیح** نے گزشتہ دسمبر میں اس ضرورت کا احساس کر کے یہ کام

خود اپنے ہاتھ میں لیا

اور ایک **مرکزی انجمن** کی بنیاد ڈالدی اور حضرت ام المومنین کی سرپرستی میں اس **انجمن** کو قائم کر کے مستورات کا ایک انتظامی بورڈ مقرر کر دیا جسکی کارکن ۱۴ چودہ خواتین ہیں۔

چنانچہ گزشتہ سالانہ **جلسہ** پر مستورات کا جلسہ اس مجلس کے انتظام میں ہوا۔ اور خدا کے فضل و کرم سے نہایت کامیابی سے ہوا۔ اب جبکہ **احمدی خواتین کی مرکزی انجمن قائم ہو گئی** تو جو تحریک مستورات میں پھیلانی مقصود ہو اس انجمن کے ذریعہ پھیلائی جا سکے گی۔

یہ انجمن جو قادیان میں قائم ہوئی ہے اسکی سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی دوسری بیوی عزیزہ مکرمہ اُمۃ الحی مقرر ہوئی ہیں۔

جنکو خدا تعالیٰ نے یہ شرف دیا ہے کہ وہ خلیفۃ المسیح اول کی بیٹی اور خلیفۃ المسیح ثانی کی بیوی ہیں اور اس انجمن کی سرپرست وہ **خاتون** ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے آج **ام المومنین** بنا دیا ہے اس انجمن کا نام ہے

لجنۃ اِماء اللہ

سکرٹری کی مہربانی سے مجکو اس انجمن کے **قیام** کی تحریک کے متعلق **مفصل** روئداد ملگئی ہے اور یہ تمام روئداد جس میں حضرت خلیفۃ المسیح کی ابتدائی محرک تحریر اور اس کے بعد اسکی تصریح میں دو تقریروں کے خلاصے ہیں۔

میرا خیال تھا کہ میں ان تحریروں کو **الحکم** میں ہی شائع کروں لیکن چونکہ

رسالہ احمدی خاتون

جو میری دار الامان سے غیر حاضری کی وجہ سے معرض التوا میں پڑا ہوا تھا جاری ہو رہا ہے اسلئے وہ ساری روئداد رسالہ **احمدی خاتون** میں جو اس مہینہ کے آخر تک انشاء اللہ تعالیٰ **شائع** ہو جائے گا چھپ جائیگی۔ یہ رسالہ انشاء اللہ العزیز خدا کے **فضل** اور رحم سے مستورات کی اس مرکزی انجمن اور اسکی شاخوں کے رسالہ کی حیثیت سے کام کریگا اور ہر قسم کی ضروری معلومات اسمیں درج ہوتے رہا کرینگے۔

بہرحال اسوقت ضرورت ہے کہ

احمدی خواتین اپنے فرض کو شناخت کریں

اور **سکرٹری** صاحبان اپنے اپنے علاقہ میں احمدی خواتین کی انجمنیں کو قائم کر کے مرکزی انجمن کی سکرٹری

مکرمہ اُمۃ الحی صاحبہ (اہلیہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی) سکرٹری لجنۃ اماء اللہ قادیان

کو اطلاع دیں اور ہر قسم کی معلومات براہ راست ان سے حاصل کریں۔ دفتر رسالہ احمدی خاتون اور الحکم بھی ہر وقت خدمت کیلئے آمادہ رہے گا جہاں پہلے سے **انجمنیں** قائم ہوں وہ جلد سے جلد اپنے تعلقات مرکز سے قائم کر لیں۔

مستورات کی انجمنوں کے قیام سے انشاء اللہ العزیز بڑے بڑے برکات حاصل ہونگے۔ اور احمدی خواتین جس قدر مرکزی انجمن سے اپنے تعلقات بڑھائینگی اسی قدر وہ اپنے اور اپنے بچوں اور خاوندوں کے لیئے **برکات و فیوض** حاصل کر سکیں گی۔

اسی سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح کی زبان مبارک سے کچھ

یکم فروری ۱۹۲۳ء کی صبح کو مندرجہ بالا مضمون لکھ کر کاتب کے حوالہ کر چکا تھا۔ بعد عصر حسب **معمول** حضرت خلیفۃ المسیح مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپنے خاکسار ایڈیٹر الحکم ہی کو خطاب کر کے جو کچھ فرمایا اُسکا خلاصہ میرے الفاظ میں یہ ہے۔ کہ

آج لجنہ کا ایک **تمدنی جلسہ** میں نے کر دیا ہے۔ اس میں بیوہ عورتوں کو دعوۃ دی گئی ہے اور لجنہ کے ممبروں ہی نے سب کام اپنے ہاتھ سے کیا ہے۔ کسی نے کھانا پکایا اور کسی نے ہاتھ دھلائے پھر سب نے باہم ملکر کھانا کھایا۔ میری غرض اس سے یہ ہے کہ انہیں باہم **محبت** اور ارتباط پیدا ہو اور اسطرح پر اخلاق میں ترقی ہو۔

اس قسم کے تمدنی جلسوں سے **مفاخرت** کا خیال جاتا رہتا ہے اور مساوات اور محبت پیدا ہوتی ہے۔ ایسا ہی اب میرا ارادہ ہے کہ ایک جلسہ لجنہ کی ممبروں سے **یتامیٰ** کی دعوت کا کرائیں یہ گویا ایک قسم کی پارٹی ہوگی جس میں **یتیم بچوں** کو وہ کھانا کھلائیں گی اور پھر انکو بہلائینگی۔

یتامیٰ کے اندر جو جذبات **محبت** اور پیار کے ہوتے ہیں وہ دب جاتے ہیں کیونکہ **والدین** کا سایہ سر پر نہیں ہوتا وہ کس سے **محبت** کا اظہار کریں اسلئے اس طریق پر جب یہ بی بیاں ان بچوں کو اپنے پاس بٹھا کر ان سے محبت اور پیار کا برتاؤ کرینگی اور انکو بہلائینگی تو وہ دبے ہوئے جذبات پر زندہ ہو جائینگے اور اس سے ان کی اخلاقی **قوتوں** پر بھی ایک اثر پڑیگا ان کی **تعلیم و تربیت** اسطریق پر ہوگی۔

پھر فرمایا کہ لجنہ کے متعلق میں نے سر دست یہ پسند کیا ہے کہ ایک محدود تعداد اسمیں شریک ہو اور یہ گویا ایک کلب کی بھی **صورت** ہوگی کہ وہ بھی اسمیں شامل ہوں کیونکہ وہ دیکھیں گی کہ ان **مفاد** سے جو انکو پہنچ رہے محروم رہی جاتی ہیں اور اس سے قواعد کی پابندی اور **عملی** کام کی مشق ہو جائیگی **ممبروں** کو اپنی انجمن میں داخل کرنیکی ممبری تجویز کیا کریں گی۔ مگر وہ اپنی گنجایش کے موافق **ممبر** بنایا کریں گی۔

ان میں لیکچروں کا سلسلہ بھی ہوگا۔ اور میں نے خود انکی انجمن سے پوچھا ہے کہ کس کس مضمون پر وہ لیکچر چاہتی ہیں پھر ان مضامین کو دیکھ کر میں تجویز کرونگا کہ کون آدمی کس کس لیکچر کو طیار کرے۔ سر دست ایک لیکچر میں دونگا جسمیں صرف **دنیا کے علوم** سے انکو واقف کرونگا۔ اسمیں ابھی یہ

بتایا جائیگا کہ کیا کیا علم دنیا میں ہیں اور ہر ایک علم کی کیا تعریف ہے جو یہ لجنہ سے دریافت کیا ہے کہ وہ کن کن مضامین پر لیکچر سننا چاہتی ہیں اسکا بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ جب وہ خود تجویز کریں گی تو نہایت دلچسپی سے اسکو سنیں گی اور یاد بھی رکھیں گی۔

پھر اسی سلسلہ میں فرمایا۔

کہ دوسرے شہروں میں بھی اسکی شاخیں ہونگی مگر دراصل یہ ایک متحد انجمن ہوگی ایک جگہ کی ممبر دوسری جگہ اگر جائیگی جہاں لجنہ ہوگی تو وہاں کی ممبر ہوگی اور وہاں کی ممبر مستورات اس بہن کے لئے ایک جلسہ کریں گی تاکہ باہم تعارف بھی ہو جاوے اور ایک دوسرے سے ملنے کے جو دوسرے فوائد تمدنی ہیں وہ بھی حاصل ہوں۔

غرض دیر تک لجنہ کے قیام اور کام کے متعلق تقریر فرماتے رہے۔ حقیقت میں لجنہ اماء اللہ کا وجود ان عظیم الشان کاموں میں سے ایک ہے جو اس مبارک وجود کے ذریعہ سلسلہ کی عظمت اور شوکت اور اصلاح و فلاح کے لئے ہوئے ہیں۔

من حیث الجماعت جن بعض کمزوریوں کی اصلاح تمدنی نقطہ خیال سے ہونی چاہیئے اسکے لئے یہی طریق ہے کہ ہمارے گھروں کی اصلاح ہو جاوے اگر ہماری مستورات کے اندر احمدیت کا جذبہ زور دار ہو۔ تو اسکا اثر ہماری اولادوں اور آیندہ نسلوں پر خدا کے فضل سے نہایت مضبوط اور مستحکم ہوگا۔

ایثار و قربانی کے جذبات جو عورتیں اپنے بچوں میں پیدا کر سکتی ہیں مرد نہیں کر سکتے۔ اسی طرح بعض رسومات کی اصلاح میں عورتوں کا بہت بڑا دخل اور حصہ ہوتا ہے۔ عورتیں اگر انکی خرابی اور بد نتائج سے واقف ہو جائیں اور وہ خود اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیں تو بڑی آسانی کے ساتھ وہ دور ہو جائیں گی۔

اقتصادی پہلو سے عورتیں اگر کفایت شعاری کے اصول کو سمجھ لیں کہ سلسلہ کی ضروریات مقدم ہیں تو وہ اپنی کھانے پینے اور پہننے کی ضروریات کو جو ضروریات زندگی سے گزر کر اسراف یا کم از کم تعیش کا رنگ رکھتی ہیں فوراً چھوڑ دینگی غرض سلسلہ کی عملی اصلاح کی تاریخ میں یہ

ایک نئی بات کا اضافہ ہوا ہے

اور خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے امید ہے کہ بہت بابرکت ہوگا۔

پس احمدی جماعتوں کا فرض ہے کہ انہیں اصولوں پر جن پر حضرت خلیفۃ المسیح چاہتے ہیں کہ مستورات کی انجمنیں چلائی جائیں اپنے یہاں ایسی انجمنیں قائم کریں اور ان کو ایک ضبط اور انتظام کے نیچے لائیں اس کا بہتر طریق یہی ہے کہ

وہ مرکزی انجمن سے وابستہ ہوں

مسلمانوں کی بے حسی کی ایک مثال

ہماری ذمہ واریاں بڑھ رہی ہیں

سیاسی جدوجہد کی گرم جوشی نے عوام تو درکنار خود علماء اسلام کی حالت کو اور بھی واجب الرحم بنا دیا ہے ہندو مسلم اتحاد کے نام سے مسلمانوں نے مذہبی غیرت اور حمیت کو بھی قربان کر دینے میں مضائقہ نہیں کیا ہے۔

چونکہ یہ اتحاد اور مصنوعی محبت مذہب کو قربان کر کے حاصل کی جا رہی تھی اسلئے خدائے غیور نے اسکی حقیقت کو طشت از بام کر دیا ہے۔ ہندو قوم نے اپنی سیاسی اغراض کو مدنظر رکھکر پہلے تو مسلمانوں کے جذبہ ملی کو کم کیا اور پھر اپنا مجوزہ پروگرام شروع کر دیا بلکہ اسکی بنیاد گیا کانگرس ہی کی تقریب پر رکھدی اور وہاں ایک مسلمان کو شدھ کر کے نہایت دھوم دھام سے اسکی تشہیر کی جمعیۃ العلماء کے ارکان باہمہ جبہ و دستار گیا میں موجود تھے۔ اور کسیکی رگ حمیت میں جوش نہ آیا اور نہ اس نو آریہ کو اسلام کی حقیقت سے آگاہ کرنے کی ضرورت سمجھی گئی یہاں تک کہ کسی اخبار نے اس ارتداد پر اظہار افسوس تک نہ کیا۔

جب تجربہ راس آگیا تو اب ساڑھے چار لاکھ نومسلموں کو مرتد کرنے کا اعلان مہاکشتری سبھا کی طرف سے بصورت ریزولیوشن ہوا۔ اسپر مسلمانوں کی آنکھیں کھلیں اور مختلف جہات سے آوازیں اُٹھیں کہ اسکا فکر کرنا چاہیئے۔ اور روپیہ اور آدمیوں کے لئے اپیلیں شروع ہوئیں۔ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ جوش کتنے دن کام کرے گا اور کیا نتیجہ ہوگا۔ اسلئے کہ یہ ایک آنی جوش ہے جو واقعات حاضرہ نے پیدا کیا۔ حقیقی جوش نہیں ورنہ کیا یہ تعجب انگیز امر نہیں کہ عیسائیوں کی طرف سے آئے دن جو تدابیر اشاعت مذہب کے سلسلہ میں مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی ہو رہی ہیں اسکی طرف کبھی توجہ ہی نہیں ہوتی۔

ابھی ابھی ایک بڑا مشن جسکا نام مشن آف ہیلپ ہے ہندوستان کو عیسائی بنانے کے لئے تجویز ہوا ہے جس میں شہنشاہ معظم کے پادری شامل ہیں۔

اور پھر مکتی فوج کے جنرل بوتھ ہندوستان میں ایک دورہ کر رہے ہیں ملک معظم نے جس کے مشن کے لئے اظہار خوشنودی فرمایا اور جہاں وہ جاتے ہیں سرکاری عہدہ دار انکے جلسوں کو کامیاب بنانے کے لئے شریک ہوتے ہیں۔

کیا کبھی جمعیت العلماء یا دوسری انجمنوں نے احساس بھی کیا کہ ہندوستان میں اسلام کی حالت کیا ہو رہی ہے ؟ ہم اگر کام کریں اور عیسائیت کا مقابلہ کریں اور غیر مسلموں کو مسلمان بنائیں تو ہم

کشتنی و گردن زدنی ہیں!

خود مسلمان اس کی راہ میں روڑا اٹکانے کو طیار۔ اس بے غیرتی اور بے حیائی کی کوئی حد ہے کہ ابھی تھوڑے دنوں کا واقعہ ہے کہ ہمارا ایک مبلغ ایک گاؤں میں اچھوت قوم کے لوگوں میں تبلیغ کرنے گیا یہ لوگ عیسائی ہو چکے تھے جب انکو دائرہ اسلام میں داخل کیا گیا تو ایک مولوی وہاں پہنچے جا کر ان اچھوتوں کی مدد کی اور ان کو اعتراض سکھلائے بلکہ معترض یہ بھی تھا کہ مولوی سے پوچھو کہ تم حضرت عیسیٰ کو زندہ مانتے ہو یا نہیں وہ کہے گا کہ مانتا ہوں تو جھٹ کہدو کہ پھر ہم بھی ٹھیک ہیں۔

ہمارے مبلغ نے تو خدا کے فضل سے دندان شکن جواب انکی سمجھ کے موافق دیا مگر اس ناخلف فرزند اسلام کو کیا کہا جائے جس نے محض اس وجہ سے مخالفت کی کہ

ایک احمدی کیوں تبلیغ کر رہا ہے

جمعیۃ العلماء کو وقتی جھگڑوں سے فرصت نہیں۔ مسلمانوں کے روپیہ اور وقت کو ضائع کرنے میں اسے ذرا بھی خدا کا خوف نہیں۔ اسلام پر تو اسوقت سخت یورش ہو رہی ہے اور اسوقت کی سیاسی پولیسی بتاتی ہے کہ

ایک مذہب ہو جانا ضروری ہے

اسی لئے ہندوؤں نے تمام ان لوگوں کو جو اچھوت کہلاتے ہیں اپنا ہندو بنا لینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ بالمقابل عیسائیوں نے کروڑوں روپیہ کے صرف سے اس طبقہ کو عیسائی بنانے کا بہت بڑا اہتمام کیا ہے اور ان لوگوں نے سمجھ لیا ہے کہ آیندہ کامیابی کا راز تلوار اور بندوق یا دوسری قسم کے ہتھیار و نہیں مخفی نہیں بلکہ

اشاعت مذہب کے اندر موجود ہے

مگر مسلمان ہیں کہ وہ ابھی تک یہی سمجھتے ہیں کہ نہیں یہ گاندھی کی پوجا اور بیعت میں موجود ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اس سے بڑھ کر نازک حالت کیا ہوگی۔ ہمکو اس بات کا افسوس ضرور ہے کہ مسلمان ہماری راہ میں روڑا اٹکاتے ہیں مگر ہم جانتے ہیں کہ یہ خود اسلام سے ناواقف ہو رہے ہیں اور حقیقی روح انہیں سے نکل چکی ہے ورنہ کیا بات ہے کہ ہم جب اسلام کی اشاعت کے لئے نکلتے ہیں تو مسلمان کہلانے والوں کے گھر نہیں بلکہ ہنسی والے خود انکی اولاد اسطرح جیسے حملہ زنی کرتے ہیں۔ وہ ہماری نہیں اسلام سے دشمنی کرتے ہیں۔ ہم تو ایسی باتوں کی پروا نہیں کرینگے اسلئے کہ ہم

مسلماں را مسلماں باز کردند

کے لئے مامور ہیں اور ہماری کوششیں ان مخالفتوں سے کم نہیں ہو سکتیں اسلئے کہ ہم جانتے ہیں مخالفت ہوگی اور سخت ہوگی مگر یہ مخالفت ہماری ہمت اور ارادوں کو پست کرنیکے بجائے اور مضبوط کریگی اور ہمارے قدم سست نہیں بلکہ تیز ہونگے۔ کیونکہ

دلبر کی رہ میں یہ دل ڈرتا نہیں کسی سے
ہوشیار ساری دنیا اک باولا یہی ہے

ہمنے ایک اولوالعزم کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے جو پیچھے ہٹنا جانتا ہی نہیں اور جو

خلافت حقہ راشدہ کا حقیقی وارث ہے

بہرحال مسلمانوں کی یہ بے حسی جہاں خون کے آنسو رلاتی ہے وہاں ہماری جماعت کو اپنی فرض شناسی کے لئے ایک محرک بھی ہے۔ ہمارا کام بڑھ رہا ہے اسلئے کہ ہم کو اسلام کو غیروں کے حملوں ہی سے محفوظ نہیں کرنا بلکہ خود اسلام کے اندر جو لوگ مسلمان کہلا کر دشمنی کے تیر پھینک رہے ہیں انکو بھی حقیقت اسلام سے آگاہ کرنا ہے کو ان کو بھی حقیقت اسلام سے آگاہ کرنا ہے۔ یہ واقعات ہماری ذمہ داری کو بڑھا رہے ہیں اور ہمیں بیش از بیش قربانیوں کے لئے بلا رہے ہیں۔ پس اٹھو اور خدا کے فضل و رحم سے دعا کرو کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں۔

برلن مسجد کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کا اعلان

احمدی خواتین تین ماہ میں پچاس ہزار روپیہ ۵۰۰۰۰ جمع کر دیں

الحکم کی خوش قسمتی میں کیا شبہ ہے کہ سب سے پہلے اسنے حضرت خلیفۃ المسیح کے منشاء مبارک کا اعلان کیا کہ برلن کی مسجد آپ صرف احمدی خواتین کے روپیہ سے تعمیر کرانا چاہتے ہیں اس اعلان کے بعد قادیان میں اکثر احباب نے مجھ سے دریافت کیا کہ میں نے اس اعلان میں کس معتبر ذریعہ سے کام لیا ہے کیونکہ کوئی تحریر حضرت اقدس کی نہیں ملی۔ میرا جواب صاف تھا کہ میرا

میرا ذریعہ علم خود خلیفۃ المسیح ہیں

ہم حضرت کے ارادوں اور منشاء کو محض تحریروں تک محدود نہیں سمجھتا بلکہ ہم سب کا فرض ہے کہ آپ کے کلام کو غور سے سنیں اور جہاں آپ کی خواہش اور منشاء کا علم ہو اس کے لئے عملی کام شروع کر دیں۔ غرض الحکم نے اس اعلان کے کرنے میں کوئی غلطی اور جلد بازی نہیں کی تھی۔

کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح کا یہی منشاء تھا چنانچہ ۲ر فروری سنہ ۱۹۲۳ء کے خطبہ جمعہ میں آپ نے اسی ضرورت کا عام اعلان فرمایا اور برلن مسجد کی تعمیر کے متعلق عورتوں کی ذمہ واری پر ایک نہایت مؤثر اور ہلا دینے والا خطبہ دیا۔

(یہ خطبہ انشاء اللہ العزیز چھپ جاوے گا۔)

جس میں برلن مسجد کی تعمیر میں خالصتہً عورتوں سے چندہ لینے کا اعلان فرمایا اور یہ بھی کہا کہ

اس برلن مسجد پر پچاس ہزار روپیہ صرف ہوگا

اور یہ بھی اعلان کیا کہ

یہ روپیہ تین ماہ میں جمع کر دینا ہوگا

اور یہ بھی اعلان فرمایا کہ

میں تعمیر مسجد برلن کے لئے روپیہ کا انتظار نہیں کرونگا بلکہ

یہ کام فوراً شروع کر دیا جائے گا

برلن مسجد کے متعلق پہلے جب اعلان کیا تو اپنی تخمینہ کے موافق تیس ہزار سمجھا تھا لیکن جرمن سے آئے ہوئے تخمینہ کے موافق کم از کم پچاس ہزار صرف ہوگا۔

احمدیہ جماعت کی خواتین کی ہمت کے آگے یہ پچاس ہزار کی رقم تین ماہ میں جمع کر دینا کوئی بات نہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم سے برلن کی مسجد احمدی خواتین کے عظیم الشان کارنامہ کو ہمیشہ دنیا میں یادگار کے طور پر رکھے گی اور یہ ایک ایسا نیکی کا کام ہوگا کہ قیامت تک آخر تک اس مسجد میں نماز پڑھنے والوں کی نمازوں کا اجر اس مسجد کے بنانے والیوں کو بھی ملے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے یہ بھی فرمایا کہ یہ مسجد اسلام کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت ہوگی اور یورپ کے ان اعتراض کرنے والوں کو ہر وقت شرمندہ کرے گی جو کہتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کے حقوق کو پامال کر دیا ہے کیونکہ اس مسجد کو جب وہ یہ کتبہ لکھا ہوا دیکھیں گے کہ

ہندوستان کی احمدی خواتین نے اپنے جرمن نومسلم بھائیوں کی عبادت کے لئے یہ مسجد تعمیر کی ہے

تو وہ شرم سے آنکھیں نیچی کر لیں گے۔

غرض اس خطبہ میں حضرت خلیفۃ المسیح نے اعلان کر دیا ہے کہ برلن کی مسجد کے لئے احمدی خواتین تین ماہ میں پچاس ہزار روپیہ جمع کر دیں۔

احمدی خواتین اپنے اخلاص اور صدق میں مردوں سے کم نہیں اور سو اقعات بتا دیں گے (انشاء اللہ) کہ وہ احمدیت کی اشاعت کے لئے اپنے اموال کو قربان کرنے کے لئے ہر وقت آمادہ ہیں ایک وقت تھا کہ عورتیں جہاد میں جاتی تھیں اور مجاہدین کو پانی پلانے اور مرہم پٹی کرنے کا کام کرتی تھیں۔ اور اپنے بھائیوں بیٹوں اور شوہروں کو قربان کر دینا تو ان کے نزدیک ایک معمولی بات تھی۔ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں وہ اپنا سب کچھ کھو دینا ہی سب کچھ پالینا یقین کرتی تھیں یقیناً وہی روح اب خدا پھر پیدا کرنا چاہتا ہے بلکہ یقیناً پیدا ہو رہی ہے۔ تین مہینے نہیں گزریں گے کہ خدا کے فضل سے یہ

پچاس ہزار روپیہ جمع ہو جائے گا

وہ لوگ جنھوں نے اس سلسلہ سے قطع تعلق کیا اور جو

معلوم کر کے سب کچھ محروم ہو گئے ہیں

کے مصداق ہو رہے ہیں غیروں کے سامنے اپنا دست سوال دراز کر رہے ہیں اور مسجد کے لئے چندہ مانگ رہے ہیں۔ مگر احمدی خواتین انشاء اللہ جہاں یورپ کے معترضین کو اپنے عمل سے جواب دینگی اور برلن کی مسجد کی عمارت ہر وقت انہیں شرمندہ کریگی۔ وہاں منکرین خلافت کو بھی احمدی خواتین کا یہ مبارک عمل ایک تازیانہ کا کام دے گا۔ کہ

جن سکوں کیلئے تم غیروں کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہو

اس سے کہیں زیادہ احمدی خواتین جمع کر سکتی ہیں۔ پس احمدی عورتوں کی ذمہ داری اس خصوص میں بہت بڑی ہے اور اللہ کے فضل سے ہمیں یقین ہے کہ انہیں توفیق ملے گی اور وہ اس رقم کو تین ماہ کے اندر اندر پورا کر دیں گی

قادیان کی عورتوں کا شاندار نمونہ برلن مسجد کی تعمیر میں

ساڑھے آٹھ ہزار روپیہ اعلان کے تیسرے ہی دن بعد

حضرت خلیفۃ المسیح کے اعلان کی سیاہی خشک نہ ہونے پائی تھی کہ قادیان میں ۴ر فروری سنہ ۱۹۲۳ء کو مستورات کی مرکزی انجمن (لجنہ اماءاللہ) کی تحریک پر ایک جلسہ مستورات کا حضرت میاں بشیر احمد صاحب کے صحن میں ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اس جلسہ میں برلن کی مسجد کی تعمیر کے متعلق تقریر فرمائی جس پر مستورات میں قربانی کے لئے کس قدر جوش تھا الفاظ اسکی تصویر نہیں کھینچ سکتے اور نہ کسی مصور کی طاقت ہے کہ وہ ان جذبات اور کیفیات کا کوئی مرقع پیش کر سکے۔ آن کی آن میں ساڑھے آٹھ ہزار روپیہ نقد اور زیورات کی صورت میں جمع ہو گیا۔

قادیان کی جماعت غرباء اور مہاجرین کی جماعت ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو ہمیشہ یہ عزت دی ہے کہ سلسلہ کی خدمت کیلئے اس نے اپنے اموال کو قربان کرنے میں کبھی تامل نہیں کیا اور قادیان کی مستورات نے بتا دیا ہے کہ

وہ خدا کی راہ میں کسی قربانی میں مردوں سے پیچھے نہیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے اہل بیت نے اس چندہ میں ایک تہائی کے قریب حصہ لیا ہے۔ میں ان ظالموں کو کسطرح سمجھاؤں جو خلافت حقہ اور خاندان نبوت کے خلاف زہر اُگل کر محسن کشی کے سیاہ جرم کا ارتکاب کیا کرتے ہیں کیا یہ مالی قربانیاں زر پرستی کی دلیل ہیں؟ آہ!

آنکھ کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب

غرض قادیان کی مستورات نے ساڑھے آٹھ ہزار روپیہ برلن مسجد کے لئے دیدیا ہے اور ممکن ہے کہ یہ رقم اور بھی بڑھ جاوے تاہم اسوقت میں یہ اعلان کر دینے کے قابل ہوں کہ

قادیان کی مستورات نے کل چندہ کا ⅙ دیدیا ہے

سلسلہ کی باقی خواتین کے لئے اب بہت تھوڑا کام رہ گیا ہے مسجد کے لئے زمین تو خریدی ہی جا چکی ہے اور یہ زمین برلن کے نہایت مشہور اور موزون موقعہ پر ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے یہ اعلان کر ہی دیا ہے کہ چندہ کے آنے کا انتظار نہیں کیا جاوے گا۔ بلکہ فوراً تعمیر کا کام شروع ہو جائے گا۔ اسلئے حضرت کے اس منشاء کو پورا کرنے کے لئے ہمکو بھی سستی سے کام نہیں لینا چاہیئے بلکہ جلد سے جلد روپیہ بھیجنا چاہیئے قادیان کی مستورات کی مرکزی انجمن کے کارناموں کی ابتدا بھی کامیابی کے ساتھ ہوئی ہے جسکا آغاز یہ ہے اُسکا مستقبل کسقدر شاندار ہوگا اسکا اندازہ کیا جا سکتا ہے مگر یہ سب کچھ موقوف ہے اللہ تعالیٰ کے فضل پر۔

خدا تعالیٰ ہماری احمدی بہنوں کو توفیق دے کہ وہ اس مالی قربانی میں پوری اُتریں اور جلد سے جلد برلن کی مسجد کے مناروں پر اَللّٰہُ اَکْبَر کی صدائیں گرجنے لگیں۔

باہر بھی برلن مسجد کیلئے کام شروع ہو گیا

چودھری غلام رسول صاحب و چودھری غلام محمد صاحب چک نمبر ۹۹ شمالی سرگودھا سے اطلاع دیتے ہیں کہ انھوں نے الحکم میں برلن مسجد کی تعمیر کی تحریک شروع کر دی ہے چنانچہ

مجدد خلافت کی تجدید کا آغاز

مجدد خلافت کا مجسمہ قائم کرو اور عورتوں کے پردہ کی ضرورت نہیں

جمعیۃ العلماء اور دیو بندیوں کو مبارک

خدا تعالیٰ کے ماموروں پر ہنسی کی پاداش

دیوبند کے مایہ ناز فرزند مولوی حبیب الرحمٰن صاحب نے جمعیۃ العلماء کے اجلاس گیا میں جو خطبہ صدارت پڑھا اس میں اپنی بارگاہ معلیٰ سے جناب مصطفیٰ کمال پاشا کو

مجدد خلافت کا خطاب دیا

اور حدیث مجدد کی صحت کا اقرار کرتے ہوئے مجدد کی لازمی اور حقیقی ضرورت کو اسطرح حل کیا گویا اس صدی کے مجدد جناب مصطفیٰ کمال پاشا ہیں اسی لیئے ان کو مجدد خلافت کا خطاب دیدیا۔ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب کے اس خطبہ صدارت سے جہاں یہ ثابت ہو گیا کہ مجدد کی حدیث ایک صحیح حدیث ہے وہاں ان کے اضطرار نے یہ بھی ظاہر کیا کہ

اس صدی کا کوئی مجدد ضرور ہونا چاہئے

میں اس خطبہ صدارت پر ایک جداگانہ تنقید کا اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم سے ارادہ رکھتا ہوں اسوقت صرف جمعیۃ العلماء اور دیو بندیوں کو مجھے مبارکباد دینا ہے اور دیکھنا ہے کہ وہ اس قضیہ کو کیونکر حل کرتے ہیں اور ان کے دار الافتاء سے کیا فتویٰ شائع ہوتا ہے کیونکہ مصالح وقتی کے ماتحت وہ ہر قسم کے فتوے دے سکتے ہیں۔

اس ہفتہ کی تازہ ترین خبروں میں سے یہ ہے کہ

مجدد خلافت کا بُت کھڑا کیا جاوے گا

مصطفیٰ کمال پاشا کا بت بنانے کی تحریک شروع ہو گئی ہے اور اس کے لیئے چندہ بھی کھل گیا ہے اور بڑے جوش سے یہ تحریک جاری کی ہے۔

خود مجدد خلافت نے بھی اسکے جواز کا فتویٰ دیدیا ہے۔ اور اب تو کوئی کسر باقی ہی نہیں رہی۔ لیکن کیا جمعیۃ العلماء کے ارکان خصوصی اور مفتی کفایت اللہ صاحب اور جناب مولوی حبیب الرحمٰن صاحب (خطاب مجدد خلافت معطی) بتائیں گے کہ مصطفیٰ کمال پاشا کا یہ فعل کس حد تک درست اور جائز ہے؟

دیو بندیوں کو خصوصیت سے مبارکباد دینے کے قابل ہے کہ ان کی طرف سے جس شخص کو مجدد خلافت تجویز کیا گیا اور جسکو حدیث مجدد کا مصداق قرار دیا گیا اس نے انسانی مجسمہ قائم کرنے کی اجازت دیدی اور اب آیندہ فتوے شریعت کے لیئے دیوبند نہیں بلکہ انگورہ کی طرف دیکھنا درست ہو گا۔ کیونکہ ایک مجدد کی موجودگی میں افتاء کی دوسری منڈیاں بالکل سرد ہو جانی ضروری ہیں۔

جمعیۃ العلماء اور دیو بندیوں کے لیئے اب دو ہی راستے کھلے ہیں یا تو وہ اپنے منتخب مجدد کے فتوے کے سامنے سر تسلیم خم کردیں اور دیوبند اور دہلی کی جامع مسجد میں مجدد خلافت کا بُت انگورہ فنڈ کی ۱۵ لاکھ کی رقم سے جو مرکزی خلافت کمیٹی کے خزانہ میں جمع ہے کھڑا کردیں اور یا جناب مجدد خلافت کے اس فعل کے خلاف آواز بلند کریں اور اسپر جو فتویٰ چاہیں تجویز کریں

کیا عجیب بات ہے کہ خلیفۃ المسلمین جو منتخب کیا گیا ہے اسکے کمالات میں بتایا گیا ہے کہ وہ مصور اعلیٰ درجہ کے ہیں اور موسیقی کے ماہر ہیں۔ اور مجدد جو تجویز کیا گیا ہے اسکا فتویٰ ہے کہ

اس کا مجسمہ کھڑا کر دیا جاوے

اگرچہ ہماری سمجھ سے تو یہ امر بھی بالاتر ہے کہ خلیفۃ المومنین کے ہوتے ہوئے دوسرے کو فتویٰ کا کیا حق حاصل ہے اور یہ بھی سمجھ سے باہر ہے کہ مجدد اور خلیفہ جدا جدا کیونکر ہو سکتے ہیں؟ مگر یہ گتھیاں تو ہمارے جمعیۃ العلماء کے معزز ارکان ہی سلجھائیں گے اسوقت جو امر دریافت طلب ہے وہ تو یہی ہے کہ

کیا مجدد خلافت کا فتویٰ درست ہے؟

اسی پر بس نہیں بلکہ مجدد خلافت نے یہ بھی فتویٰ دیدیا ہے کہ

عورتوں کو پردہ کی ضرورت نہیں

یہ مجدد خلافت کا دوسرا کارنامہ ہے کہ اب قرآن مجید کے پردہ کے احکام اُٹھ جائیں گے۔ کیا یہ یورپ کی شاگردی ہو گی یا قرآن مجید کا اتباع؟

ہمارے ہندوستانی سیاسی علماء تو عورتوں کی تقریر سُننے سے بھی روک رہے ہیں۔

(شاید یہ فتح بی اماں اور بیگم صاحبہ محمد علی کی سوز افروں عزت نے دلایا ہو)

مگر مجدد خلافت عورتوں کو پردہ کی قید سے آزاد کر رہے ہیں دیکھنا چاہیئے کہ مجدد خلافت کے ان کارناموں پر کیا کارروائی ہوتی ہے؟ میں اس موقعہ پر ایک امر کے ظاہر کرنے سے رک نہیں سکتا کہ ایک زمانہ میں یورپ بھیجنے کے لیئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فوٹو لیا گیا اسپر ایک طوفان بے تمیزی برپا ہوا اور ہندوستان کے تمام حصوں میں شور مچایا گیا کہ دیکھو تصویر جائز کر دی مسیحیہ ہوا اللہ وہ ہوا۔ مگر خدا کی غیرت کا تماشا ملاحظہ ہو۔ کہ یہی غالی مولوی اور قسم عورتوں پر فتویٰ دینے والے مفتی آج جسکو مجدد خلافت بناتے ہیں وہ اپنا مجسمہ بنوا رہا ہے اور دو تعات بتائیں گے کہ اسپر یہ کیا نوٹس لیتے ہیں۔ جمعیۃ العلماء نے خلیفۃ المسلمین کے سیاسی اقتدارات علیحدگی کو باوجودیکہ ناجائز بتلایا مگر مجدد خلافت نے انکی آواز کو کوئی وقعت نہیں دی اب اگر وہ اسکے خلاف بھی تو نہ اٹھائیں (جسکی بہت کم امید ہے) تو تعجب نہیں کہ اسکا بھی نہ کچھ اثر ہو۔ اف یہ لوگ حق اور صداقت کو چھوڑ کر کسطرح ٹھوکریں کھا رہے ہیں!!

الراقم عرفانی کبیر [illegible]

ناظر بیت المال کا ضروری اعلان

(۱) ہر ایک جماعت کا بجٹ سال رواں معہ بقایا جات کے اس ہفتہ میں تفصیل کے ساتھ معہ اس حلقہ کے بجٹ کے جس میں وہ جماعت شامل ہے ارسال کیا گیا ہے۔ یہ بجٹ بیت المال ہر ایک جماعت کی موجودہ حالت اور گزشتہ سالوں کے چندوں کو مدنظر رکھ کر بنایا ہے۔ اس لئے اسمیں کسی قسم کی کمی نہ کی جائیگی اور یہ مالی سال یعنی ۳۰ ستمبر ۲۳ء تک پورا ہو جانا از بس ضروری ہے۔ ۳۰ ستمبر ۲۳ء تک اس بجٹ کی وصولی میں جس قدر کمی ہوگی وہ اگلے سال کے بجٹ میں شامل کر کے وصول کی جائیگی۔

(۲) یہ دفتر اس جماعت یا افراد کے روپیہ کو جماعت کے کھاتہ میں درج کرے گا جس جماعت کا عہدہ دار یا افراد روپیہ بذریعہ منی آرڈر یا بیمہ یا دستی دیتے وقت لکھے گا یا کہے گا کہ اسے فلاں جماعت کے کھاتہ میں جمع کیا جاوے۔ بغیر اس کے کوئی رقم جماعت کے کھاتہ نویسی میں اس اعلان کے بعد درج نہ کی جاوے گی۔ اس لیئے ضروری قرار پایا کہ ہر ایک جماعت کا عہدہ دار یا افراد روپیہ ارسال کرتے وقت اس جماعت کا نام کوپن پر یا بیمہ کے ساتھ تفصیل میں یہ لکھے کہ فلاں جماعت میں جمع کیا جاوے۔

(۳) ہر ایک افراد کا کسی نہ کسی جماعت میں شامل ہونا اشد ضروری ہے۔ بیشک ایسے افراد چندہ اپنا براہ راست قادیان ہی ارسال فرماویں مگر کوپن پر اس جماعت کا نام ضرور لکھدیں جس میں وہ شامل ہوئے ہوں۔ کیونکہ بغیر ارشاد معطی یہ دفتر خود بخود کسی رقم کو اپنی ذمہ واری پر کسی جماعت کے حساب میں درج نہیں کر سکتا۔ جو ایسے افراد ہوں جو بوجہ ملازمت دوسرے مقام پر ہوں وہ اگر جائے ملازمت میں جماعت نہ ہو تو اپنی جائے سکونت کی جماعت میں شامل ہو جائیں۔ روپیہ وہ بیشک براہ راست ہی ارسال کریں مگر کوپن پر جماعت کا نام تصریح سے لکھدیں جسمیں ان کا چندہ لکھا جاوے۔

(۴) جو محصل یا مبلغ قادیان سے حساب چیک کرنیکے واسطے بھیجے جاویں۔ انکی تحریک پر جو روپیہ جمع ہو وہ ان کو نہ دیا جاوے بلکہ جماعت کا عہدہ دار خود حسب دستور سابق قادیان ارسال کرے۔ صاحب برائے مہربانی جماعت احمدیہ قادیان کے نام سے روپیہ بذریعہ منی آرڈر یا بیمہ ارسال کیا جاوے۔

(۵) ہر ایک صاحب جب روپیہ منی آرڈر یا بیمہ ارسال کریں تو اسی وقت کوپن پر یا بیمہ میں تفصیل لکھا کریں کیونکہ بغیر اسکے روپیہ امانت میں رکھنا پڑتا ہے اور کسی کام ایسا روپیہ نہیں آتا۔

(۶) زکوٰۃ کی وصولی کا خاص طور پر بندوبست کیا جاوے۔ زکوٰۃ کا روپیہ ناظر بیت المال قادیان یا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے حضور ارسال کیا جاوے۔ عبد المغنی ناظر بیت المال۔

درخواست دعا

جناب سید بشارت احمد صاحب سنسب دار جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ حیدر آباد دکن کی والدہ معظمہ ایک عرصہ سے بیمار ہیں آپ کی خدمت میں اب کے سالانہ جلسہ پر بھی نہ آسکے احباب نہایت درد دل سے انکی صحت کاملہ کے لئے متواتر دعائیں کریں۔

ہزہائنس ہزہی مہاراجہ کپورتھلہ کی توجہ طلب

ادارات الحکم کے دائرہ سے شخصیات کی بحث ہمیشہ خارج رہی ہے۔ لیکن جس فرد کا اثر پبلک کے مفاد سے ہو۔ اسپر بحث کرنا ہمیشہ میرے زیر نظر رہا ہے۔ پنجاب کی دیسی ریاستوں میں سے کپورتھلہ ایک ایسی ریاست ہے۔ جس کے ساتھ ہم کو خصوصیت سے ایک دلچسپی ہے کیونکہ یہاں کی احمدی جماعت اپنے اخلاص اور ارادت میں ایک

نمونہ کی جماعت ہے

اور اس جماعت کو اپنے اخلاص اور عقیدت میں ترقی کرنے کے ذرایع میں سری مہاراجہ صاحب بہادر کی عطا کردہ مذہبی آزادی اور بے تعصبی بھی ہے۔ ایسلئے اگرچہ ہم مذہبی اصولوں کی بنا پر ہر بادشاہ اور حاکم کی جس کے ماتحت قدرت نے ہمیں رکھا ہو۔ اطاعت و وفاداری اپنا فرض یقین کرتے ہیں۔ لیکن ایسا فرمانروا جو اپنی بیدار مغزی اور قدر دانی سے ہمیں ترقی کا موقعہ عطا کرتا ہے۔ وہ خاص طور پر شکریہ کے قابل ہے اور خدا کی ایک نعمت ہے ۔

انہیں ایام میں سری مہاراجہ صاحب بہادر اپنی ریاست کے ایک مشہور مقام بھگواڑہ تشریف لے گئے۔ علاقہ بھگواڑہ کی رعایا نے اپنے بادشاہ کے حضور ایک ایڈریس پیش کیا۔ جس ایڈریس کے لکھنے اور پڑھنے کی عزت ہماری جماعت کے ایک نہایت مخلص اور ممتاز رکن

حضرت منشی حبیب الرحمن رئیس حاجی پور

کے حصہ میں آئی۔ جہاں تک مجھ کو معلوم ہے۔ اس سے پہلے بھی یہ عزت انہیں بار ہا مل چکی ہے۔ یہ ایڈریس ایک نمونہ کا ایڈریس ہے۔ جس میں منشی صاحب نے رعایا کی ضرورتوں کا اپنے بادشاہ کے حضور نہایت صاف الفاظ میں اظہار کیا ہے۔ حقیقت میں جب رعایا کے نمائندوں کو اپنے آقا کے حضور باریابی کی عزت حاصل ہو۔ تو ان کا یہی فرض ہے۔ کہ وہ رعایا کے جذبات اور توقعات اور ضروریات کی صحیح ترجمانی کریں۔ سری مہاراجہ بہادر اس ایڈریس کو سن چکے ہیں۔ اور مجھ کو اور رعایائے بھگواڑہ کو یقین ہے۔ کہ ان کی معروضات تسلی بخش نتیجہ پیدا کریں گی۔ کیونکہ سری مہاراجہ کا عہد سلطنت کپورتھلہ کی تاریخ میں ایک قابل یادگار باب ہے۔ رعایا پروری کے لئے کوئی ممکن سے ممکن تدبیر بھی مہاراجہ صاحب اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دیتے ۔

مجھ کو جو امر سری مہاراجہ صاحب بہادر کے نوٹس میں لاتا ہے۔ اور جس کے لئے مجھے ریاست کے قابل اور مدبر پرائم منسٹر دیوان عبدالحمید صاحب بالقابہ سے توقع ہے کہ وہ اسے سری حضور کے پیش کرنے میں تامل نہ کریں گے وہ یہ ہے

کہ منشی حبیب الرحمن صاحب ریاست کے ایک نہایت ہی وفادار اور معزز خاندان کی یادگار ہیں۔ ان کی قابلیت اور معاملہ فہمی اس ایڈریس سے ظاہر ہے۔ جو انہوں نے پھگواڑہ میں رعایا کے جذبات کی ترجمانی میں پڑھا ۔

منشی حبیب الرحمن صاحب ایسی قابلیت کے آدمی کی خدمات سے ریاست کا عملی فائدہ نہ اٹھانا۔ ریاست کپورتھلہ کے اس روشن ترین عہد میں ایک تعجب خیز امر ضرور ہے۔ اگرچہ خود منشی صاحب کی طبیعت گوشہ گزیں واقعہ ہوئی ہے۔ لیکن وہ خداداد قابلیت سے اپنے ملک اور بادشاہ کی بہت بڑی خدمت کر سکتے ہیں۔ اگر انہیں مجبور کیا جاتا۔ یا ان کی خدمات کی خواہش کی جاتی۔ تو کوئی تعجب نہ ہوتا۔ کہ منشی حبیب الرحمن ایسے مذہبی انسان کو ان کا مذہبی فرض آگے بڑھنے کا حکم دیتا کہ ریاست کا قلمدان وزارت آج جس مدبر کے ہاتھ میں ہے اس کی فرزانگی اور مردم شناسی نے منشی صاحب کی خدمات سے فائدہ اٹھانے میں یقیناً پسندیدگی کی ہے۔ تاہم اگر انہیں منشی صاحب کی گوشہ نشین عادت کا علم ہوتا تاہم جب پرائم منسٹر کی نظر انتخاب ان کی توجہ سے بہترین نتائج پیدا کر سکتی ہے۔ بہر حال منشی حبیب الرحمن اگر خود نہ بھی چاہتے ہوں۔ تو ان کی قابلیت اس کی حقدار ضرور ہے۔ کہ ریاست اپنی رعایا کے مفاد کے لئے اس سے فائدہ اٹھائے۔ اس لئے میں سری حضور کو توجہ دلائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ ان کی ریاست میں ایک ایسا شخص موجود ہے۔ جو اپنی نیکی اور معاملہ فہمی میں مشہور اور اپنی قابلیت کے لحاظ سے ممتاز ہے۔ وہ زمیندارانہ زندگی بسر کرنے میں خوش اور کنج عافیت میں پڑے رہنے پر شاداں ہے۔ مگر رعایا کے مفاد اس امر کے داعی ہیں۔ کہ انہیں اسی گوشہ عافیت سے باہر نکالا جاوے۔ اور وہ بھی اپنے بادشاہ اور اہل وطن کی خدمت کے لئے باہر نکلیں۔ اور یہ موقوف اسی پر ہے۔ کہ مہاراجہ صاحب کوئی ذمہ داری کی خدمت ان کے سپرد فرمائیں۔ تو وہ شاہی اطاعت اور مخلوق کی ہمدردی اپنا فرض سمجھیں گے اور خدا کے فضل سے واقعات بتا دیں گے۔ کہ

ان کا انتخاب ایک موزوں انتخاب ہوگا

میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ کیا خدمت ان کے سپرد کی جا سکتی ہے البتہ میں ذاتی علم سے جانتا ہوں۔ کہ وہ ہر ذمہ داری کے کام کو نہایت عمدگی محنت اور دیانت سے کرنے کے اہل ہیں ۔

مجھ کو امید ہے۔ کہ یہ تحریک بہترین نتائج پیدا کریگی اس لئے کہ ریاست کپورتھلہ کے بیدار مغز بادشاہ کی فطرت میں ہے۔ کہ وہ ہر جائز اور موزوں و معقول تجویز کی قدر کرتا ہے ۔

اخبار الحکم کے پرانے فائلوں کے متعلق ایک ضروری اعلان

اخبار الحکم کے پرانے فائل سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک جامع تاریخ ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے عہد نبوۃ کی مستند جامع تاریخ جس میں حضور کے کلمات طیبات ۔ مکتوبات ۔ الہامات ۔ اور نشانات کے علاوہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جلیل القدر بزرگوں کی تقریریں ۔ خطوط مباحثے ۔ اور فتاوے درج ہیں۔ الحکم کے پرانے فائلوں میں آپ کو ملے گی

جو ۱۸۹۷ء سے لیکر ۱۹۰۸ء تک کے ہیں

یہ فائل نہایت نادر و نایاب اور بیش قیمت خزانہ کے امین ہیں۔ ایسا ہی پیغامی فتنہ کی ابتدا کی تاریخ اور اس کے لیڈروں کی حقیقت سے آگاہ ہونا چاہو۔ تو یہ بھی الحکم کے ان فائلوں ملے گی۔ جو حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے ہیں۔

یعنی

۱۹۰۸ء سے لیکر ۱۹۱۳ء تک

ان مکمل فائلوں کی قیمت ایک سو پچاس (۱۵۰) روپیہ ہے۔ جو بذریعہ اقساط بھی وصول ہو سکتی ہے۔

سردست صرف پہلی ۱۰ درخواستوں کی تعمیل ہوگی۔ اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ دیا جائے۔

ہم خرما و ہم ثواب اسی کو کہتے ہیں

عزیز مکرم محمود احمد صاحب مجاہد مصر کی اعانت کیلئے احباب سے درخواست ہے کہ عزیز موصوف کی کتاب تاریخ مالا بار جلد اول کی چند کاپیاں خرید لیں۔ صرف دو سو کاپیاں الحکم میں موجود ہیں۔ ایک کاپی کی قیمت ۱ اپنے سلسلہ کی تاریخ کا یہ کتاب ایک حصہ ہے۔ پس آپ اس کتاب کو ضرور خریدیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بھی اس کتاب کو پسند فرمایا ہے ۔

خاکسار عرفانی دفتر الحکم قادیان دارالامان

آئینہ دینداری

(جو چہل حدیث کا ترجمہ ہے)

پنجابی زبان میں نہایت ہی عمدہ کتاب ہے۔ احباب منشی جھنڈہ خاں صاحب مدرس موضع بیجے بانی ضلع گورداسپور سے طلب کریں۔ قیمت صرف [illegible]

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی

حضرت حافظ معین الدین رضی اللہ عنہ

نمبر ۳

حافظ صاحب کے ایثار کے دو واقعات میں نے پہلے درج کیئے ہیں میر مہدی حسین صاحب موج نے جو واقعہ اپنا ذاتی لکھا ہے وہ بجائے خود بہت مؤثر اور سبق آموز ہے۔

اب غور طلب یہ بات ہے کہ حافظ صاحب میں یہ جوش اور یہ جذبہ کہاں سے پیدا ہوگیا؟ ذاتی طور پر حافظ صاحب ایک غریب خاندان سے تعلق رکھتے تھے ان کی ابتدائی تعلیم و تربیت ایسے حالات اور ایسے گروہ میں نہ ہوئی تھی کہ وہ دوسروں کے لیئے اپنی ضروریات کو قربان کرسکیں۔ مگر ان کی زندگی کے عملی حالات بتاتے ہیں کہ ان میں ایک خارق عادت تبدیلی ہوگئی تھی پس جس وجود کے ذریعہ یہ تبدیلی ہوئی حقیقت میں یہ اُس کی ہی صداقت اور زبردست قوت قدسی کا اثر تھا کہ

جس نے خاک کو اکسیر بنادیا۔

یہ عملی قوت جس وجود کے ذریعہ دنیا میں آتی ہے وہ

خدا ہی کی طرف سے ہوتا ہے

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیوں پر غور کرو۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم اور عملی قوت قدسی نے ان کو بالکل بدل دیا اور آسمانی انسان بنادیا۔ اور یہ ایک ایسی زبردست دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر ہے کہ کوئی اسکی تردید نہیں کرسکتا۔ اسی طرح پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی قوت قدسی سے ایک ایسا اثر اور جذب پیدا کیا ہے کہ بعض لوگوں کے حالات میں ایسی تبدیلی ہوئی ہے کہ اسکی نظیر نہیں مل سکتی اور انہیں سے ہر ایک بجائے خود

ایک زندہ معجزہ ہے

غرض حضرت حافظ معین الدین صاحب نے یہ قوت ایثار کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے لی اور آپ کے عمل سے اسکو اخذ کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واقعات زندگی میں حافظ صاحب مرحوم نے ایسی عملی روح کو حاصل کیا تھا وہ دیکھتے تھے کہ کسطرح پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے کھانے کو دوسروں پر تقسیم کردیا کرتے تھے اور اس ایثار کو روحانی تربیت کا بہت بڑا ذریعہ بتاتے تھے۔ پھر ایک دولتمند آدمی کے لیئے اسطرح پر کچھ خرچ کردینا شاید مشکل نہ ہو لیکن ایک معذور انسان کا باوجود خود ازبس حاجتمند ہونیکے دیدینا چھوٹی بات نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ عشق و محبت

صحابہ کے فضائل میں جبات سب سے زیادہ مشتاق قلب پر اثر ڈالتی ہے وہ صحابہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق و محبت ہے۔ جس نے انکو ایسی روح پیدا کردی تھی کہ وہ حق کے لیئے سب کچھ قربان کردینے کو آمادہ اور طیار رہتے تھے۔ صرف طیار بلکہ انھوں نے اپنے عمل سے ثابت کرکے دکھادیا۔

وہ عظیم الشان انسان جو ہجرت کے وقت آپ کے بستر پر نہایت اطمینان و سکینت سے لیٹ جاتا ہے حالانکہ جانتا ہے کہ وہ بستر اسوقت بستر مرگ ہے ایسا ہی وہ پاک وجود جو رفیق طریق ہوکر ساتھ ہولیتا ہے اور غار میں خود اندر جاکر اُسے صاف کرتا ہے محض اس خیال سے کہ اگر کوئی موذی جانور ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ نہ کرسکے۔ کیا یہی محبت و عشق رسول کے جذبات کی عملی تصویر نہیں ہیں۔

یقیناً وہ محبت و فدائیت کے مجسمے تھے۔

صحابہ کی زندگیوں میں اسکے بیشمار نمونے پائے جاتے ہیں اور مرد تو مرد عورتیں بھی کسی سے کم نہ تھیں۔ مجکو چونکہ اسوقت ان کے حالات زندگی بیان نہیں کرنا بلکہ صرف اتنا ہی بتانا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق اور نمونہ نے اپنے خدام کے اندر جو برقی تاثیر ڈالدی تھی۔ اسی طرح پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تربیت نے اپنا رنگ دکھایا۔ اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی عملی زندگی قوت قدسی کا ایک ثبوت تھا۔

حضرت حافظ معین الدین اس فدائیت میں اپنی نظیر آپ تھے ان کا معمول تھا کہ وہ ہر روز بلاناغہ حضرت کی خدمت کیلئے حاضر ہوتے۔ اور گھنٹوں آپ کی چاپی کرتے رہتے۔ چونکہ کثرت کام اور قلت آرام کی وجہ سے ایک کوفت ہوجانی لازمی امر ہے اگرچہ حضرت صاحب کبھی اسکو عام طور پر محسوس نہ فرماتے مگر کوفت ہوجاتی تھی اور اسکے ساتھ ہی عام طور پر آپ بیمار بھی رہتے تھے گو دوسرے آدمی اسکو نہ سمجھ سکیں۔

اسلیئے حافظ صاحب نے اپنا معمول قرار دے لیا تھا کہ آپ کی خدمت کے لیئے جا پہونچتے بارش ہو آندھی ہو خود حافظ صاحب معمولی طور پر بیمار ہوں مگر جاتے اور ضرور جاتے اور اس سے غافل نہ ہوتے۔

ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حافظ صاحب کو کہا کہ حافظ! کوئی شعر یاد ہو تو سناؤ۔ حافظ صاحب نہ تو شاعر تھے اور نہ کوئی خوش آواز مگر یہ محسوس کرکے کہ حضرت صاحب نے فرمایا ہے۔ کچھ پنجابی کے پُرانے بیت سناتے رہے حافظ صاحب کہتے تھے کہ ہدایت اللہ شاعر کے کچھ شعر میں نے سنائے۔ اب حافظ صاحب کا معمول ہوگیا کہ جہاں چاپی کرتے وہاں کچھ شعر بھی سُناتے اور حضرت صاحب خاموش رہتے۔ حافظ صاحب نے محسوس کیا کہ حضرت صاحب بہت خوش ہوتے ہیں اور اب ان کے اسی شوق نے ترقی کی اور ہر روز کچھ نہ کچھ شعر حفظ کرتے۔ کبھی دیوان حافظ کے شعر صاحبزادہ پیر افتخار احمد صاحب کے پاس جاکر یاد کرتے ایک دو مرتبہ میرے پاس بھی آئے کہ کچھ شعر بتاؤ۔ میں نے جب وجہ پوچھی تو کس محبت اور سرور سے فرمایا کہ

میں جب پڑھتا ہوں حضرت صاحب خوش ہوتے ہیں

غرض یہ شغلہ جاری تھا کہ انہیں ایام میں حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی بھی قادیان میں آئے ہوئے نہیں بلکہ بلوائے ہوئے تھے۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کی مداخلت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود انکو بلوایا تھا۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب (جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے زندہ ہیں اور مولیٰ کریم ایسے مخلص دوستوں کو اور دربار مسیح موعود علیہ السلام کی زینتوں کو بہت دیر تک زندہ رکھے۔ آمین) کے حالات زندگی میں بہت کچھ لکھنے کا ارادہ ہے وباللہ التوفیق مگر یہاں ایک بات جو حافظ صاحب کے حالات سے وابستہ ہے میں لکھے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کا ایک ورق بھی دوستوں کے سامنے آجاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام باوجود آقا اور محسن ہونے کے اپنے غلاموں اور خادموں سے ایک خاص محبت رکھتے تھے اور سچ تو یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جو ایک رؤیا میں محبت کی تصویر دیکھی اور انگریزی فقرہ جسکا ترجمہ آپ کو دکھایا گیا یہ ہے کہ

محبت محبت کو جذب کرتی ہے

اسکی حقیقت مجسم نظر آجاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے خادموں سے بڑا محبت رکھتے تھے۔ اور وہ محبت چونکہ خدام کو عرض حال کے لیئے دلیر کردیتی تھی اسلیئے وہ عرض کرنے میں جرأت کرتے تھے۔ اگرچہ کبھی ہر کہ عارف تر ترساں تر بعض دوسروں کے ذریعہ کہلواتے اور خود پیش کرنے میں متامل ہوتے مگر دوسرے اپنی محبت اور حضرت کی شفقت کی وسعت کو دیکھ کر کہہ گزرتے۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحب بھی انہیں دوستوں میں سے ایک ہیں۔ کپورتھلہ کی جماعت حضرت کو ہمیشہ پیاری تھی اور پیاری رہی اور اس جماعت کو اپنے ساتھ جنت میں ہونے کا وعدہ دیا۔ اور یہ اللہ کے فضل اور خاص کرم کی بات ہی کہ اس جماعت کے ایک بھی فرد پر کبھی کوئی ابتلاء نہیں آیا۔ اور کوئی انمیں سے کبھی کسی معاملہ میں متزلزل نہ ہوا ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

غرض

حافظ صاحب کی یہ شعر خوانی کا سلسلہ جاری تھا اور حضرت منشی ظفر احمد صاحب بلوائے ہوئے قادیان میں موجود تھے اور حضرت کے قریب ہی رہتے تھے چندروز تک تو یہ سلسلہ جاری رہا ایک دن منشی جی نے عرض کیا کہ

حضور! یہ آپ کیا سنتے رہتے ہیں حافظ صاحب سے نہ ہی یہ نہیں بحر نہ یہ کوئی خوش آواز ہیں جسے سبکو تکلیف ہوتی ہے آپ کسطرح سنتے رہتے ہیں

یہ مفہوم منشی صاحب کے کلام کا تھا۔ آپ نے ہنسکر فرمایا

مجھے تو کچھ معلوم ہی نہیں ہے کہ یہ کیا سناتے ہیں۔ اور نہ میں اس خیال سے سنتا ہوں کہ یہ کوئی خوش آواز ہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ میرے دماغ میں اسلام کی حالت اور عیسائیوں کے حملوں کو دیکھ دیکھ کر اسقدر جوش اُٹھتا ہے کہ بعض وقت مجھے خطرہ ہوتا ہے کہ دماغ پھٹ جائیگا۔ (باقی آئندہ)